

Scan: <http://dli.iiit.ac.in/>  
PDF: <http://www.KetabFarsi.com/>

ناشر

انسٹی ٹیوٹ آف اورینٹل اسٹڈیز رامپور

اہتمام

وزارت معارف و حکومت ہند، دہلی

سال تصنیف: ۱۹۶۶ء

سال اشاعت: ۱۹۶۵ء

۱۰/- رہا

مطبوعہ:  
(جمال پرنٹنگ پریس دہلی)

شان عقیدات

خدمتِ والا حضرت قبلہ ام امتیاز علی خاں عرشی اکوڑی حاجی خیل

خطا نموده ام چشم آفریں دارم!

# تشکر

وظیفہ خود میداغم کہ دوستان عزیز و بزرگان گرامی را کہ با کمال کشادہ دلی و خلوص  
مشرقی مرتب را در ترتیب این کتاب مشورت و راہنمائی نمودند، خصوصاً  
استاذی المحترم آقائے سید امتیاز حسین مدظلہ العالی (مدرسہ ہرقضی، رامپور)  
و صدیق عزیز آقائے نعل عباس عجمی (کتابخانہ ملی، امرہ)  
و محب گرامی آقائے نثار احمد فاروقی (دانشگاہ دہلی)  
و فاضل اہل آقائے سید قمرید الدین (کتابخانہ مصلحت، رامپور)  
سپاس گزاری کنم

# فہرست

پیش گفتار

تالیقات ابو طالب	احوال و آثار مرزا ابو طالب
نسخہ خطی تفسیح الغافلین	احوال ہندوستان
سبک و اسلوب نگارش	پادشاہ
اولیات ابو طالب	عمران حقیقی

صفحہ	متن
۳	دیباچہ مصنف
۵	مقدمہ
۱۳	وقایع ۱۱۸۸ھ / ۶۱۶۶۴-۶۵
۱۶	وقایع ۱۱۸۹ھ / ۶۱۶۶۵-۶۶
۲۳	وقایع ۱۱۹۰ھ / ۶۱۶۶۶-۶۷
۳۷	وقایع ۱۱۹۱ھ / ۶۱۶۶۷-۶۸
۴۵	وقایع ۱۱۹۲ھ / ۶۱۶۶۸-۶۹
۵۶	وقایع ۱۱۹۳ھ / ۶۱۶۶۹-۷۰
۶۴	وقایع ۱۱۹۴ھ / ۶۱۶۷۰

۶۵	۶۱۶۸۰ - ۸۱ / م ۱۱۹۵	وقایع
۷۵	۶۱۶۸۱ - ۸۲ / م ۱۱۹۶	وقایع
۸۵	۶۱۶۸۲ - ۸۳ / م ۱۱۹۷	وقایع
۹۲	۶۱۶۸۳ - ۸۴ / م ۱۱۹۸	وقایع
۱۰۰	۶۱۶۸۴ - ۸۵ / م ۱۱۹۹	وقایع
۱۰۲	۶۱۶۸۵ - ۸۶ / م ۱۲۰۰	وقایع
۱۰۴	۶۱۶۸۶ - ۸۷ / م ۱۲۰۱	وقایع
۱۰۸	۶۱۶۸۷ - ۸۸ / م ۱۲۰۲	وقایع
۱۰۰	۶۱۶۸۸ - ۸۹ / م ۱۲۰۳	وقایع
۱۱۱	۶۱۶۸۹ - ۹۰ / م ۱۲۰۴	وقایع
۱۱۲	۶۱۶۹۰ - ۹۱ / م ۱۲۰۵	وقایع
۱۱۹	۶۱۶۹۱ - ۹۲ / م ۱۲۰۶	وقایع
۱۲۹	۶۱۶۹۲ - ۹۳ / م ۱۲۰۷	وقایع
۱۳۳	۶۱۶۹۳ - ۹۴ / م ۱۲۰۸	وقایع
۱۳۷	۶۱۶۹۴ - ۹۵ / م ۱۲۰۹	وقایع
۱۴۲	۶۱۶۹۵ - ۹۶ / م ۱۲۱۰	وقایع
۱۵۲	۶۱۶۹۶ - ۹۷ / م ۱۲۱۱	وقایع

اشاریه

۱۶۶

① اشخاص رواقوام

۱۷۰

② مقالات

# پیشگفتار

## احوال و آثار مرزا ابوطالب

در پایان تذکره حقیقه الافکار، ابوطالب درباره خودش مینویس:

داین در ۱۲۰۲ / ۱۷۸۹ است

آتم والدین حقیر حاجی محمد بیگ خان، و اصل آن مرحوم از ترکان آذربایجان، و مولدش عباس آباد اصفهان، که در عهد جوانی وارد هندستان گشته ملازم وزیر حبت مکان ابوالمنصور خان به ریاست جمعی از فرقه سپاه نامزد گردید. بعد تقرر نیابت صوبه اووه باعانت و رفاقت محمد قلی خان مرحوم مامور شده، آن خدمت را کمای منبغی بر توفیق رسانید. بعد شهادت محمد قلی خان، از نهایت دلنگی، تمامی مال و چهارت و عیال در معسکر حبت آرامگاه نواب شجاع الدوله مرحوم و شهر لکنو، برجا گذاشته، با چند غلام راه بنگاله در پیش گرفت. و مدتی در آن سمتها باعتبار گذر اینده، در شهر مرشد آباد به رحمت حق پیوست. سن شریفش در آن وقت قریب شصت سالگی بود. تاریخ وفاتش ازین قطعه بوقوع می پیوندد.

وقوع این عزم عظمی بمآول افکاراں چو بود از سنه هجرت رسول عرب

ہزار با صد و ہشتاد و دو سو یوم ارجح ہماں نوشتت بالہام سال پنج و تلب  
 نمود طوف بہشت بریں دویم تالیخ زروسے حزم و یقین آمد از دم سوارے لب

۱۱۶۴ + ۱۸ = ۱۱۸۲ھ

و پدر مادر این گننام ابوالحسن بیگ نام داشته . و آن مغفور نیز در صفہان  
 نصبت جہاں تولد یافته بود . و در صفت تقوی و دینداری و رقت قلب (و)  
 محبت دو زبان طاہرہ نبوی بے نظیر و مستثنی می بود . و در خدمت برہان الملک  
 مرحوم خصوصیت و قدامت اخلاص ثابت می کرد ، و ہم بدین جہت بعد رحلت  
 آنجناب روسے توجہ بامر سپاہگری نیاورد .

و ولادت این بے سعادت در سنہ یک ہزار و یک صد و شصت و شش  
 در شہر لکنؤ اتفاق افتاد . و بعد قضیہ مذکورہ نواب شجاع الدولہ مرحوم بمقتضای  
 اہلی در صد تربیت برآمد ، بچہت این کمترین مدو خرچ مکتب و معلم تعین  
 نمود . و ہر گاہ بہ لکنؤ تشریف می آورد ..... تفتیش حال و تقدیر احوال  
 این شکستہ بال میفرمود . پس از انقضائے چہار سال حسب الطلب والد و اجازت  
 آن جناب وارد مرشد آباد گشتہ . بعد یکسال کسرے کہ مہنوز سنین عمر از مرحلہ چہار دہ  
 تجاوز نکرده بود ، بافت بے پدری و تکفل خدمات ملک و پرداخت امور خانگی مبتلا  
 گردید ..... در اواخر سنہ یک ہزار و صد و ہشتاد و نہ ، و اوائل شگفتن  
 گاہ سے اقبال و ابتداءے جلوس نواب آصف الدولہ مرحوم کہ از قدیم فیما بین اہل  
 و داد استحکام داشت ، بعضے محالات میان دو آب و رسالہ بشرکت سید  
 زین العابدین خاں مرحوم کہ باتفاق او دار و صوبہ شدہ بودیم ، بعہدہ این  
 کمترین مقرر گشت ..... بعد فوت سید مرحوم بقصد بداندیشی شامل متجان  
 صاحب و الا قدر کرنیل ہائے کہ از سرکار وزیر با تنظیم محالات سرکار گورکھپور

قیام ..... داشت، خواہ تا خواہ معین ساخت بحسب اتفاق میان این احقر و صاحب معزالیہ صحبت موافق افتادہ سہ سال باختیار و اقتدار انقضایافت ..... و حقیر در او اسط سنہ یک ہزار و دو صد ہجری عازم شہر کلکتہ گشت۔ و بعد وصول برخلاف مدعا از اکابر آنجا تعظیم یافتہ بوعده امداد مستظہر گردید۔ و لغایت تخریر کہ مدت چہار سال گزشتہ ..... منہوز آل امر بمقطع نرسیدہ بود کہ زبان حیات آل محسن خدایق بسر رسید۔

(حدیقہ الافکار نسخہ خطی دانشگاه دہلی ۹۳-۹۵)

و آنچه درین تاریخ تفسیح الغافلین در احوال خود نوشتہ در صفحات ۲۱۸ تا ۲۰۱ و ۲۱۴ تا ۲۱۳ و برنج بجایہائے دیگر یافتہ شود و مفصلاً در پیر طابلی مینویسد، و این در سال ۱۲۱۸ است، دو سال قبل از وفات خود!

”والد حقیر حاجی محمد بیگ خان از جماعہ اتراک، مولدش عباس آباد صفہان است۔ در عہد جوانی از شدت صولت نادری ایران را گزاشتہ وارد ہستہ و رفیق وزیر جنت مکان ابوالمنصور صدر جنگ گردید۔ بعد کشتہ شدن نول راستہ و تقرر نیابت صوبہ اودھ بہ محمد قلی خان مرحوم، بر فاقت و اعانت او نامزد و بدین تقریب در مخصوصان و طرفداران او نامزد گشت۔ بعد وفات نواب صدر جنگ، نواب شجاع الدولہ مرحوم عمرزادہ را بدعا بدست آوردہ ..... و بار فقا سے او بد سلوگی کردہ، قصد بدست آوردن والد داشت۔ او سبقت گزیدہ، با چند غلام و قدرے جواہر و اشرفی، بجانب بنگالہ شتافت؛ و ماہ در لکھنؤ و تمام مال و جہات خود را در معسکر نواب مرحوم گذاشت۔ و در بنگالہ چند مدت باعتبار گزرا نیدہ، در سالی کہ ازین قطعہ تاریخ استفادہ میگردد، رہگزار سے عالم باقی گردید۔ مولفہ؛



..... + ..... + ..... + ..... + ہزار و یکصد و ہشتاد و دوسہ یوم از حج + .....

پدر مادر من ابو الحسن بیگ نام داشت . مردے متقی دیندار بہمسری  
 بہ بان الملک مرحوم از دوستان قدیمی وے بود . چنانچہ بعد رحلت  
 آن مرحوم روئے توجہ بامورات دنیوی نمود ؛ و از کمال دلچسپی بخانہ نشینی  
 گزرا بنید ، تا بر حمت حق واصل گردید .

ولادت این بے سعادت در او آخر ۱۱۶۶ھ در لکھنؤ اتفاق افتاد .  
 بعد مہاجرت والد ، نواب شجاع الدولہ بمقتضای اتحاد ایلی مدد خرج  
 مکتب تعیین فرمود و در صدور تربیت و تفقد احوال این کترین می بود .  
 بعد چہار سال در ۱۱۸۰ھ حسب الطلب والد حضرت مرشد آباد  
 بنگالہ کرد . این اول سفر من است کہ بہراہ مادر در سن چہارودہ سالگی تا  
 عظیم آباد بہ خشکی پس بر کشتی روداد . بعد وصول مرشد آباد ، یکنیم سال در  
 خدمت والد گزرا بنیدہ ، یافت بے پیری و تکفل خدمات ملک و فوج و  
 امور خانگی گرفتار گشت . چوں و حیزے از اقربائے نواب خانشاناں بہادر  
 منظر جنگ نائب بنگالہ بحضور والد نامزد حقیر شدہ بود ، چند سال  
 دیگر در اں ملک بحماییت و رعایت نواب معظم الیہ بخوشی و فراغت تمام  
 بسر رفت .

در او آخر ۱۱۹۹ھ ابتدائے جلوس نواب آصف الدولہ مرحوم  
 حسب الطلب مختار الدولہ نائب ملک مرتبہ دیگر بخانہ قدیم بازگشتہ بعمداری  
 اٹا وہ وغیرہ محالات میان دو آب مامور گشت . این سفر تمام بر کشتی تا بکسر دنگ  
 و از آنجا تا فیض آباد در دریائے گھاگھر بود . تصدیق تمام و آفات بسیار  
 دریں دریا دیدہ شد . چوں طول محالات متعلقہ دو آب از متصل کانپور

تا نوپ شهر دو ہفتہ راہ بود، دو سال تمام دران ولایت نیز بہ حرکت  
 و در خیمہ ہا بسفر گزشت۔ پس بغداد..... حیدر بیگ کابلی کہ بعد مختار الدولہ نائب  
 آن سرکار شدہ بود، معزول گشتہ، یکسال در لکھنؤ بودم۔ دریں اثنا محاللات گورکھپو  
 بکرنل الگزنڈر ہائے مقرر شد؛ و او مرا باعانت خود از وزیر در خواست کردہ  
 بدان طرف برد۔ این ولایت نیز پانزدہ روزہ راہ در طول است، لہذا سہ  
 سال تمام حتی برسات نیز در سفر گزرا نیدم..... بعد ازاں، ہمراہ  
 کرنل معزول شدہ، یکسال در لکھنؤ خانہ نشین بودم۔

..... مسٹر مثلٹن باشا راہ گورنر ہستین با من مصلحت آشکار نمود، و مرا  
 بدفع فتنہ راجہ (بلیہ رسنگہ) و انتظام ممالک وزیر تحریر و ترغیب فرمود۔  
 ..... دو سال بدین شغل در طول و عرض صوبہ او دہ ایضا در سفر ماندم،  
 و باراجہ مسطور جنگہاے متعدد کردم۔ آخر کار اگرچہ آن دشمن بزرگ شصت  
 سالہ کشتہ شدہ، ممالک وزیر صافی گردید..... اما اسباب خانہ ویرانی  
 من مرتب شد.....

تفصیل این مجمل اینکہ گماشتگان موصوف کہ حمایت مرا تعہد کردہ بودند  
 پس از اندک وقت معزول شدند۔ و گورنر ہستین صاحب قرار داد مذکور  
 بولایت فرنگ عود نمود۔ حکام نو در کلکتہ بعیرصہ آمدند، و عہد و قول حمایت  
 من کہنہ و فرسودہ گشت۔ دریں تبدیلات، حیدر بیگ باوجود دورنگی بر پشت  
 و کار سازی خود را صلاح اندیشی و انمودہ اقتدار یافت، و چند سال سلوک  
 ہموار بمن نمود کہ حاجت شکایت او و استمداد از جماعت انگلش نشد۔ دران  
 مدت در پردہ دوستی جیلہ ہانگینت و طبع با نمود کہ شاید دانہ دام شود۔ اما پیش رفت  
 نیافت، لہذا بے پردہ شد۔ در ادائے وجہ کہ برائے معاش من شش ہزار

روپیہ سالیانہ ازاں سرکار مقرر بود امساک و زریدین گرفت، و کشمکشہا در پیش  
 نمود۔ لہذا سکونت لکھنؤ دشوار گشتہ، مرتبہ دیگر سفر بنگالہ اختیار کردم، و  
 در ۱۲۰۲ھ سواری کشتی از راہ دریائے کٹک بکلکتہ آمدہ، شکایت پیش  
 لارڈ کرنوالس بردم۔ لارڈ معظم الیہ اگرچہ بہ تعظیم پیش آمدہ، وعدہ امداد  
 نمود؛ اما چون اورا سفر دکن و اشتغال جنگ یثو سلطان در پیش آمد،  
 مدت چہار سال امر من معوق ماند۔ بسبب درازی مدت قبائل و اطفال  
 را بکلکتہ طلبیم۔ اکثر رفقاً و متوسلان مایوس شدہ، پریشان و ..... پراگندہ  
 گردیدند۔ در آمد و رفت اطفال و ساختن خانہ برائے ایشان و باغی  
 در خارج کلکتہ خرچ بسیار بر من اقتادوزیر بار قرض شدم۔ نقصان  
 عظیمی کہ در اں سفر بمن رسید، پسر چہار سالہ، کہ بغایت مطبوع و قابل محبوب  
 تمامی قانندان بلکہ مطبوع ہمسائگان و ناظران بود، بسبب ناموافقیت ہوائے  
 کلکتہ و بے وقوفی آندیار، فوت کرد و دل ہمہ را کباب ساخت .....  
 بالجمہ بعد از انکہ کہ لارڈ کرنوالس از دکن معاودت فرمود، از امر من  
 یاد آورد۔ و چون حیدر بیگ در اں نزدیکی فوت کردہ بود، بخیال آنکہ دست  
 من در کار ہائے آل سرکار مبسوط سازد، در اواخر ۱۲۰۴ھ بلکھنؤ روانہ  
 کرد؛ و خطی بمضمون لائق و شایان بزرگی خویش کہ موثر تواند شد، در سفارش  
 من بوزیر نوشت۔ بنا بریں، وزیر و اہلکاران مرا بہ تعظیم و تکریم تلقی کرد۔  
 و امید درستی کار ہا بود کہ از طالع نا سازگار لارڈ کرنوالس را عود بولایت  
 خود اتفاق افتاد۔ بنا بریں، آنجماعت سست شدہ، سہ سال بکجا رہ و مرینہ گزارانیدند  
 و فتنیکہ میانہ وزیر و مسٹر چیری گماشتہ کمپنی نزاع شدہ، او بر حسب شکایت  
 وزیر معزول گردیدہ او و اہلکارانش ..... خویش را حاکم مستقل دانستہ

بہن پیغام کر دند کہ تراہم از لکھنؤ بیروں باید رفت۔ ہر چند گفتیم کہ شمار ششہ کار  
خود را کم کردہ اید، اگر من یا شما خواہم ماند آنچه ضرور است شمار را رہنمائی  
کرد، فائدہ پذیر نشد، بنا بریں، بعضے قبائل را در لکھنؤ گزاشتہ، و بعضے را  
بالہ آباد رسانیدہ، بہ بنارس و از انجا سیوم بارہ در سال ۱۲۳۴ ہجری بمراہ دریائے  
گنگ بکلکتہ آمد۔

..... مسٹر جان شور، کہ در ان وقت گورنر بنگالہ بود، مرا از لاسا و وعدہ  
یاری داد۔ دریں اثنا آصف الدولہ مرحوم فوت گشتہ، قضایائے سرکشی وزیر  
علی خاں جانشین او و تعویقات چند در چند پیش آمد کہ او فرصت توجہ بہ کار  
من نیافتہ بولایت شتافت۔ مدت سہ سال بر من گزشتہ، پریشانی بسیار  
در جمعیت من روداد۔ بقیہ رفقا کہ تا این زمان بہر حال با من بودند با طراف  
پراگندہ گشتند۔ و کار بجائے رسید کہ سہ نفر از اولاد و چہار نفر کنیزان قدیمی  
کہ مرا پرورش کردہ بودند، از تو اتر سفر ہا و درازی من بلول شدہ، ترک دنیا کردند  
و راہ کر بلائے معلی و نجف اشرف پیش گرفتند۔ از ملاحظہ این نوع تفرقہ و طول  
مدت توقف کلکتہ بسیار دل تنگ و ملول میماندم۔

..... کپتان رچرڈسن مردم اسکاٹ لینڈ کہ زبان دان ہندی و فارسی  
و دوست قدیمی من بود، برائے تبدیل ہوا قضیہ انگلینڈ نمود، و بدین من  
آمدہ، در اثنا کے محاکات گفت: اگر ارادہ انگلینڈ نمائی، ازیں دل تنگی  
بر آمدہ، مشاہدہ عجائب و غرائب بسیار نصیب تو خواہد شد؛ و من بطبع صحبت  
تو در تعلیم زبان انگلش در مدت توقف جہاز و ہرگونہ رہنمائی سعی مبذول خواہم  
داشت۔ [و این ہماں رچرڈسن است کہ نامش زمینت آفا ز کتاب  
"تفضیح الغافلین" است۔ و چنانکہ در دیباچہ است "در سال ۱۲۳۴ ہجری کام

توقف کلکتہ، صاحب والامنش کثیر الامتياز کپتان رچرڈ سن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ازین حقیر استدعا فرمود کہ کلیات وقایع زمان آصف الدولہ بہادر بقید تحریر در آورد، تا روداد آل ایام کہ خوردہ خوردہ از زبان مردم بیرونی غیر معتمد مسموع می شود، در یک نظر جلوہ گر گردد۔ بیاس رضائے آن دوست شفیق این کلمات پریشاں جمع آوردہ شد: [

بیجاں اینکہ، سفر پرخطر و دراز است، در وقت رفتن در بحر یا صین مراحت براہ خشکی کہ بہ مالک متعلقہ باید گزشت و با اہم کثیرہ معاملہ باید نمود، البتہ بحرگ دوچار خواہم شد، و از کشمکش دہر و جور اخوان زمان نجات خواہم یافت، عزم سفر جزم نمودم۔ و عہد استوار باوے موکہ کردہ، روز دیگر دیکے از جہازات کمپنی شارلٹ نامی مکانے کرایہ کردم۔ بحسب اتفاق آن جہاز در ہماں دوسہ روز میسوخت۔ چون سفر مذکور مقدر، باوصف تعویقہ چنین، تنزل در میان عزیمت راہ نیافت۔ و بہ اتفاق کپتان مذکور در جہاز دیگر کہ سیتانام..... داشت و از جماعت ہمہرگ کہ فرقہ از المان یا ڈنمرک بود مکانے کرایہ گرفتہ۔

بتاریخ غرہ شہر رمضان ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۴ فروری ۱۸۹۹ء تودیع

دوستان کلکتہ کردہ بر سجرہ کہ کپتان رچرڈ سن گرفتہ بود سوار شدم۔

» در ۱۲۱۸ھ..... اذان سفرہ راز سالم بکلکتہ اتفاق ورود افتاد۔

رئیس طالبی فی بلاوا فرنجی: آغاز کتاب

۔۔۔۔۔ و بعد باز گشتن از سفر بلاوا فرنجی تا دو سال و چند ماہ زندہ بود دریں

مدت اورا در ضلع بند بیکند بطور عامل تقرر نمودند، و ہما نجا در ۱۲۲۰ھ از

جہان گزران در گزشت و بعالم باقی شتافت۔

## احوال ہندوستان

و احوال سرزمین ہندوستان بزمان مرزا ابوطالب بزبان خودش این چنان بود:

### بادشاہ

« شاہ عالم پسر عالمگیر ثانی در سنہ یک ہزار و یکصد و ہفتاد و پنج بہ امداد نواب جنت مکان وزیر الممالک شجاع الدولہ بن صفدر جنگ مرحوم بادشاہ گشت والی الان کہ سی و چہار سال گزشتہ باسم سلطنت موسوم است؛

(لب اسیر: ۳۳۳)

### حکمران حقیقی

« حالاً در حقیقت حکمران و ملجا و ماویٰ شرفائے تمام ہندوستان نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر بن نواب شجاع الدولہ جنت مکان است۔ حق سبحانہ تعالیٰ اورا باقبال و دولت ساہمائے دراز بر سر عریاں سایہ گستر دارد؛ چہ بغیر از نظام علی خاں بن نظام الملک کہ در بعضے از ممالک دکن با قبیل جمعیتے بسرمی برد، کہے از امرائے ہند تماندہ۔ و اکثر صوبہائے ایں ملک و دکن معہ دارالسلطنت و تصرف قوم مرہٹہ است۔ و بر صوبہ پنجاب و ممالک غربی شاہ جہاں آباد قوم سکھ تسلط دارند۔ و در بنگالہ و بہار و بعضے از ممالک دکن قوم انگریز لوائے ملک گیری می افرازند؛

(لب اسیر: ۳۳۴)

### تالیفات ابوطالب

- (۱) دیوان حافظ شیرازی (ترتیب و تہذیب) ۶۱۶۹۱
- (۲) تذکرہ حدیقہ الافکار و تذکرہ شعرائے فارسی و بھاکا ۶۱۶۹۱
- (۳) رسالہ در علم اخلاق قبل از ۶۱۶۹۱

(۳) رسالہ در مصطلحات موسیقی، قبل از ۱۷۹۱ء  
 (۵) رسالہ در فنون خمسہ طب و انتخاب از تصنیفات حکیم میر محمد حسین خاں  
 خلف ہادی خاں، قبل از ۱۷۹۱ء

(۶) رسالہ در علم عروض و قافیہ قبل از ۱۷۹۱ء

(۷) لب السیر و جام جہاں نما (تاریخ عالم و تاریخ مہند) ۱۷۹۲ء

(۸) تفضیح الغافلین؛ وقایع زمان نواب آصف الدولہ ۱۷۹۷ء

(۹) قصیدہ فلکیہ مطابق رائے فرنگ جدیدہ قبل از ۱۸۰۲ء

شہوی و قصیدہ در تعریف لندن - قبل از ۱۸۰۲ء

مرثیہ تفضل حسین خاں غزلیات و رباعیات  
 متعلق بہ قیام لندن  
 قبل از ۱۸۰۲ء

(۱۰) مسیر طالبی فی بلا و افرنجی (سفرنامہ) ۱۸۰۲ء

نسخہائے خطی نمبر ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷ و ۹ در کتابخانہ دانشگاہ دہلی و نسخہائے خطی  
 نمبر ۸ و ۱۰ در کتابخانہ رضا محفوظ اند۔ و کتابخانہ رضا ہم دارائے نمبر ۷ است  
 چنانکہ کتابخانہ صولت دارائے نمبر ۷۔ و نسخہائے خطی جملہ تصنیفات کہ در  
 دانشگاہ دہلی یافتہ شونند، در یک مجموعہ اند، نمبر ۲ صفحہ ۱ تا ۷ تا ۹۳؛ نمبر ۳ صفحہ  
 ۱۸۷ تا ۲۰۷؛ نمبر ۴ صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۶؛ نمبر ۵ صفحہ ۱۲۶ تا ۱۸۶؛ نمبر ۶ صفحہ ۱۳۶  
 تا ۱۴۶؛ و نمبر ۹ صفحہ ۹۳ تا ۱۲۷۔

نسخہ خطی تفضیح الغافلین

این نسخہ ایست منحصر بہ فرد، کہ در کتابخانہ رضا، رامپور، محفوظ است  
 و نسخہ دیگر کہ متعلق بہ کتابخانہ صولت، رامپور است، نقل مطابق اصل بہاں نسخہ  
 است بلکہ محرف ترازاں۔ لہذا با اینکہ کاتب نسخہ بیاید دانست را نباید دانست

میونسید و خزانہ را خرابہ، و بچنین وابستہ را دانستہ، و پیرہ را بیچہ، و خود را جود، و محمد بشیر را محمد سر، و بسنت علیخان را نسب علیخان میونسید، بسبب عدم موجودگی نسخہ دیگر، چارہ نبود غیر ازین کہ این نسخہ را اساس گرفتہ از ترجمہ انگلیسی کہ ہوئے (HOEY) در ۱۸۸۵ء بالابا چاپ کردہ بود، استمداد باید نمود۔ و حقیر مرتب اعتراض میکند کہ در صورتی کہ نسخہ ہوئے انگلیسی ہم نبود، در تصحیح الفاظ و تفہیم معانی خیلے اشکال واقع میشد، چنانکہ ہم با وجود ہوئے الفاظ و فقرات نا فہمیدہ جا بجایافتہ میشود۔ مرتب این اوراق بیشتر بہر جائے کہ اختلاف میان ہوئے و کاتب خطی واقع شدہ، ہوئے را ترجیح دادہ، آتا ہوئے ہم خالی از سہو و اغلاط نیست و امثلہ سہو ہائے او کہ در ترجمہ اش یافتہ شدہ حتماً بیش از یک دوسر اند۔

و چنانکہ گفتہ شد، کاتب این نسخہ بسیار غلط نویس و کم علم است، و برائے اینکہ با سبک ابوطالب سبک کاتب ہم بر قاری عیاں گردید یک صفحہ عکسی بطور نمونہ شامل کتاب نمودہ۔ (ص ۴، سطر آتا ص ۷)

والفاظ چند، بر متن و املائے این کتاب، کہ من اختیار کردہ ام:

الفاظ ہائے ہندی و انگلیسی کہ باٹ "یا ڈ" یا "یا ط" ہستند چنانکہ در اصل اند نوشتہ شدہ "آستین" کہ برائے "ہسٹنگز" است و ہم تیر چند۔

بر طریق و روایت قدما و برخلاف جدیدیاں من فرق یائے معروف و یائے مجهول

برقرار داشتہ ام۔ و بخیاں حقیر این امر ضروری است کہ ہر جانی از ہر جائے و راہی

از راہے و شیر از شیر و داشتہ از داشتی متمیز باشد و قس علی ہذا۔

در متن کوشش کردہ ام کہ عبارت ہوئے را ہر جائے کہ در متن داخل کنم در ترجمہ

اس سبک فارسی ابوطالب را پیروی کنم و پیرامونش اختیار کنم۔ و ہر جا کہ از ہوئے عبارتے

گرفتہ ام در [ ] و عبارتے کہ از نسخہ خطی گرفتہ ام اما در نسخہ آنقدر کہ مخورہ است،



احتیاطاً در قوسین ر ( ) نوشتہ ام۔

از جانب نساخ این کتاب معذرت خواہم کہ بعضی از لفظہائے مرکب را شکستہ، بد و سطر نوشتہ چنانکہ الی الآن دالی در آخر سطرے و الآن در آغاز سطر آینہ) و تفضل حسین خاں۔

این نیز ناگفتہ نماند کہ مرتب همچنان کہ قارئین ملاحظہ خواہند فرمود حتی القوۃ از فضویات احقر از داشتہ و سعی کردہ کہ بخلاف روشہائے جاری امروز متن کتاب از حواشی و مقدمہ کم ارزو کم حجم نباشد۔ و این امر ہم در حواشی آنچنان ملحوظ داشتہ کہ بسیارے از سہو ہائے کاتب، چنانکہ بر خوانندگان از نمونہ کہ شاملست روشن گردد، کہ سہولت در فہم آید، بلا حاشیہ بر آنہا تصحیح نمودہ؛ چہ اگر این چنان اختیار نکرده باشد بہر جا زیادہ از نیم صفحہ بحاشیہ میرفت۔

البتہ برخے از اسامی و مطالب این کتاب محتاج توضیح و تشریح مزید بود، و عزم داشتہم کہ از مورخان معاصر و معتبر، ہر چہ متعلق و مفید و روشن گریا بم، اقتباس نمایم و قسمتی لعنوان ضمائم بر متن کتاب افزوں کنم، اما نسخہ خطی این کتاب کہ بسیار سقیم و مغلوط است، بدرجہ کہ اگر فی الواقع اکنون آنرا بمولف اصل نشان دہند آنرا باز نشاسند و کاتب آن آنقدر غلطیہائے فاحش و تصرفات بے نہایت نمودہ کہ بخلاف گمانم کہ در اندک زمانے منتہی پنج شش ماہ مثلاً آن کار با انجام خواہد رسید، بجنبش شروع در عمل معلوم شد کہ آن تصور خام است زیرا کہ تصحیح متن کتاب بسبب کثرت تصحیفات و تصرفات نساخ یکینیم سال خورد۔ و ہم بعد از بی جہت بسیار، بر مرتب عیانست کہ این ترتیب سہوہ خالی از اشتباہ و تحرات

نمیتوان بودیم سبب از خوانندگان مطلع انتظار دارد که بزرگی کنند و هر گونه اشتباه یا خطائے که بنظر نکته بنیشتاں میرسد بے ملاحظه گوشزد فرمائید تا در چاپهاے آئنده اصلاح گردد۔

### سبک و اسلوب نگارش

در سبک و اسلوب نگارش، ابوطالب، لکنوی است نه که اصفهانی۔ ترکیب فقرات و الفاظ که خالصتاً سبک ہندی جا بجا در نظری آید و ہم الفاظ کہ ہندوستانی الاصل اند و کسے از ایرانیاں آتہارا نخواہد فهمید، بلا ملاحظه استعمال میکت و ہمچنان الفاظ زبان انگلیسی کہ در او وہ مستعمل بودند، مثلاً:

لچہ، گوانر، چھپر، اجارٹ، حرا مخوری، پارگھا گھرا، حاضری رناشتہ، چھینٹ  
نناواں، جھاڑ، ترپولہ، بھوس، دکھن، ڈیڑھ، اردلی، بجرہ، دلاسا، ہلہ، انگریزا  
گورنر، کرنیل، راج، کمپ، کمپو، کمپنی، پلٹن، کمیدان، گھاٹ، ہولی، بٹالین، بنگلہ،  
خس، بیلدار، ڈیرہ وغیرہ۔

ابوطالب، در ترکیب جمل، اکثر لفظ آخری کہ مستراً فعل باشد، ترک نماید و ہم مخدوم را بر لیاقت و صلاحیت قاری محمول گردانیدہ، فقرہ دیگر آغاز کند چنانچہ بعد، "اکثر رجوع بہ شکیت رائے" [میکرد] یا [میشود] حذف کردہ (ص ۶) و ہمچنان بہ دیگر مقاماتے چند (ص ۱۳، ص ۱۰۵ سطر ۶، ۹ وغیرہ)

استعمال تراکیب عربی متعلق و عالمانہ چنانکہ بیشتر ادبائے فارسی ہند خو کردہ، ہم در نگارش ابوطالب یافتہ شود و با وجودیکہ سادگی و سلاست در بیان او حاوی است اما در استعمال الفاظ تراکیب کہ در کتاب فارسی قدرے تا مالتوس باشد او ہم گریز نکند۔

## اولیات ابوطالب

ابوطالب اولین ہندی نژاد بود کہ سفر باروپا کرد و اینکہ مشاہدہ ہا و تجربہ ہائے سفر خود در کتاب "مسیر طالبی فی بلاد افرنجی" محفوظ نمود، مزید بر آنست۔

ابوطالب شاعرے بود و دیوان، مثنویات و غیرہ، و شعر فہم (ترتیب دیوان حافظ) تذکرہ حدیقۃ الافکار، ایچانادر علوم ہیئت و موسیقی و طب و اخلاق و تاریخ از منہ گزشتہ ہم شغف مینمود و مثنوی فلکیہ، ..... رسائل در اخلاق و طب و موسیقی، لب السیر، تاریخ سلاطین ہند، اما کار ہائے کہ اور اہر تہ و منزلت بخش سفر نامہ موسومہ مسیر طالبی و تاریخ عہد خودش موسومہ تفضیح الغافلین بہتند۔ مسیر طالبی ثبوت و شہادت قوت آخذہ اوست، و دلالت بر وسعت نظر و ہوشمندی ابوطالب میکند۔ بطور دستاویز اولین تجربات و حوادث دانشمندے کہ از ہندوستان بیرون رفت و ممالک قرنگ را بنظر تحسین و ہم بگاہ انتقاد و انمود، اپیتے کہ این سفر نامہ دارد مستزاد است۔

لکن حاصل قلم ابوطالب این کتاب است کہ پیش شماست۔ اینچامورخے باہستہ روی از مہیولی صورت پذیر میگردد کہ با وجود نوشتن وقایع نواب اودھ اورا نظر بر وقایع زمان نواب "است" کہ وقایع نواب، چنان کہ دستور قدیم و معاصران رو آئین گال ہم (ا) بود۔ و دریں "زمان" از امر ا تا عوام و از تفصیلات رشوت خوری عمال آصف الدولہ تا خصوصیات تمدن جدید فرنگ کہ اخذ کردنی و در نظرش قابل تقلید بود، و از اسباب کمزوری مملکت اودھ و بے انتظامیہا تا بہ مشورہ ہا کہ ابوطالب برائے استحکام مملکت می داد، مورخے سر بر آورد کہ در عہد پیش و عہد خود نظیرے کم داشت۔ دکاش کہ امروز

کنور محمد اشرف مرحوم زندہ بودے، و ابوطالب از مصنفین "طور زندگانی و احوال  
 عمومی مردم ہند" دادی یافتے کہ یکینم صد سال قبل پشیر و او بودہ (۱)  
 و از وقایع تاریخی و سیرت اہم ترین افراد عرب اصف الدولہ، بیابہائے  
 مرزا ابوطالب کہ آزا از نزدیک دیدہ، اعتبار و اردو و خصوصاً در اسباب جنگ  
 دو جوڑا دروہیل، نفاق نصر اللہ خاں، کار گزار یہائے گماشتگان کمپنی خصوصاً  
 مسٹر چیری سیرت اصف الدولہ بسنت علی خاں و حیدر بیگ ہرچہ نوشتہ، اہمیت  
 و اعتبار سے دارد؛ و بے کہ دریں کتاب یافتہ شود در جائے دیگر موجود نیست۔  
 و اہمیت کہ ایں تاریخ دارد اینست کہ ایں دستاویز سیرت از تصنیف شخصے کہ  
 بیک وقت صاحب سیف و صاحب قلم بودہ، و در انتظام و سیاستہائے مملکت  
 آصفی دخل داشتہ، و ہم از صاحبان انگریز و گماشتہائے کمپنی و گورنر تعاروت و  
 تعلق داشتہ، و مقامے کہ حاصل کردہ بود ازیں متحقق میگردد کہ بعد وفات  
 ایرج خاں سہ افراد کہ برائے نیابت مذکور شدندیکی از آنہا ابوطالب بود، چنانکہ  
 بہت پرشاد در لخص تاریخ او و نوشتہ، و ہمچنان در محفل فرنگ و کمپنی عزت  
 و احترام یافتہ بود چنانکہ ازیں کتاب ظاہر است و ہم از سفر و سفرنامہ او۔  
 کتابے کہ اکنون از نظر خوانندگان میگذرد، با وجود اختصاریکے از کتب  
 تاریخیہ بسیار مہم است از حیثیت اشتمال وقایع و سیر و احوال اندرونی  
 حاکمان و اعظم رجال او و کہ در ہچک از کتب تاریخیہ دیگر یافت نمیشود۔  
 در ۱۸۸۵ و ۱۸۸۶ سے از نسخہ کہ اتفاقاً یافتہ ایں کتاب را بشکل ترجمہ از الہ آباد  
 چاپ نمود و ہم آں ترجمہ امروز کیاب است) اما متن اصلی بار اولین  
 پیش خوانندگان، تقدیم میشود۔  
 نکتہ کہ آقائے سید امتیاز حسین، استاذی المحترم، بعد از مطالعہ ایں کتاب

گفتہ، اگرچہ مرتبہ را ازالہ انفاق کلی نیست، اما اہمیت دارد، و آن نکتہ اینست کہ ابوطالب این تاریخ را بفرمائش، کمپنی نوشتہ نہ کہ از خود، و آنچنان نوشتہ کہ ہم تصویر علی تاریخ و تاریخ برگرد و تا مقصد کمپنی حاصل شود کہ این حاکمان ہند اصلاً لت حکمرانی نبودند، و لذا کمپنی حکمراں شود، باستحقاق!

و این شک را، کہ شاید وقایع زمان آصف الدولہ را اساس بر حقائق نگاری نیست زیرا کہ بموجب خواست اجنبیاں نوشتہ شد، از آغاز کتاب (ص ۱۳) و از متن صفحات ۱۱۸، ۱۱۹ تقویت ہم رسد۔ و ہم این امر محض اتفاقی نیست کہ در عہد وارثان کمپنی این تاریخ برای ترجمہ انتخاب شدہ، ہشتاد سال قبل از متن فارسی چاپ شد!

مرتبہ این اوراق بآداب ازین رائے اختلاف دارد چنانکہ نجیالشی ابوطالب ہرچہ از بے انتظامیہائے مملکت، و یا در بارہ بد کرداری کسے، نوشتہ نہ از عصبیت و بجز است است؛ بلکہ بارہ مشکوک نظر آید۔ چوں ما ہر اسے رفتگاں سخن خوب و نیک شنیدن عادت کردہ ایم۔ و بد بختانہ دیا خوش بختانہ) ابوطالب مؤرخ است و وظیفہ مؤرخ انصاف است و حق بینی است، و حق نمائی! و کم باشد کہ حق شیریں شود!!

عابد رضا بیدار

۳ مارچ ۱۹۶۵ء

وقائع زمان نواب آصف اللہ



# تفصیح الغافلین

مرزا ابوطالب اصفهانی



4